بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکہ میں نفلی نماز افضل ہے یا نفلی طواف؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مکہ میں نفلی طواف افضل ہے یا نفلی نماز؟

جواب

باہر سے مکہ مکرمہ میں آنے والوں کے لیے نفلی طواف کرنا نفلی نماز سے افضل ہے، کیونکہ طواف صرف مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے اور جب تک یہ مکہ مکرمہ میں ہیں، صرف اسی زمانہ میں طواف کرنا انہیں میسر ہے، تو اگر یہاں یہ افراد نفلی نماز میں مشغول ہوں، تو نفلی طواف رہ جائے گا، جبکہ نفلی نماز اپنے گھروں میں جا کر بھی ادا کر سکتے ہیں، لہٰذا ان کے حق میں نفلی طواف افضل ہے۔

جبکہ مکہ میں رہنے والوں کے لیے مکہ مکرمہ میں نفلی نماز کی ادائیگی، نفلی طواف سے افضل ہیں، کیونکہ یہ جب چاہیں، دونوں عبادتیں کر سکتے ہیں، ان کی کوئی عبادت چھوٹ نہیں سکتی اور چونکہ نفلی نماز، نفلی طواف سے افضل ہے کہ نماز ایسی عبادت ہے، جس کا تعلق تمام بدن سے ہے اور مختلف ارکان پر مشتمل ہے، لہٰذا ان کے حق میں نفلی نماز کی ادائیگی افضل ہے۔

"بدائع الصنائع"، "البحر الرائق" اور "فتاوی عالمگیری" میں ہے: "واللفظ للاول: إن الطواف تطوعا بمكة في حق الآفاقي أفضل من صلاة التطوع، والصلاة في حق المكي أفضل من الطواف۔" ترجمہ: مکہ مکرمہ میں آفاقی کے حق میں نفلی طواف، نفلی نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والے کے حق میں نماز، طواف سے افضل ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 1، صفحہ 264، مطبوعہ دار الكتب العلمیة)

مذکورہ مسئلہ کی علت کو شمس الآئمہ، امام سَرَخسی رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیہ (سالِ وفات: 483ھ/1090ء) لکھتے ہیں: "الصلاة لأهل مكة أحب إلي، وللغرباء الطواف فإن التطوع من الصلاة عبادة بجميع البدن تشمل على أركان مختلفة فالاشتغال بهذا أفضل من الاشتغال بطواف التطوع إلا أن في حق الغرباء الطواف يفوته، والصلاة لا تفوته؛ لأنه يتمكن من الصلاة إذا رجع إلى أهله، ولا يتمكن من الطواف إذا رجع إلى أهله، ولا يتمكن من الطواف إلا في هذا المكان، والاشتغال في هذا المكان بما يفوته أولى كالاشتغال بالحراسة في سبيل الله أولى من صلاة الليل إذا تعذر عليه الجمع بينهما فأما المكي لا يفوته الطواف، ولا الصلاة فكان الاشتغال بالصلاة في حقه أولى۔" ترجمہ: میرے نزدیک اہل مکہ کے لیے نفلی نماز زیادہ پسندیدہ ہے اور باہر والوں کے لیے طواف زیادہ محبوب ہے، کیونکہ نفلی نماز تمام بدن کی عبادت ہے، جو مختلف ارکان پر مشتمل ہوتی ہے، تو اس میں مشغول ہونا، نفلی طواف میں مشغولیت سے افضل ہے، البتہ باہر والوں کے حق میں (نماز کی مشغولیت کی وجہ سے) طواف چھوٹ جاتا ہے، جبکہ نماز نہیں چھوٹتی، کیونکہ وہ نماز پر قادر ہوگا، جب وہ اپنے اہل کی طرف لوٹے گا، اور اہل کی طرف لوٹنے کے بعد وہ طواف پر قادر نہیں ہو سکے گا کہ طواف پر صرف اسی مقام پر قادر ہو سکتا ہے اور اس مقام پر ایسی عبادت میں مشغول ہونا، جو چھوٹ سکتی ہے، یہ افضل ہے، جیسے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ داری میں مشغول ہونا صلوۃ اللیل سے افضل ہے، جبکہ دونوں کو جمع کرنا اس کے لیے ناممکن ہو، بہر حال مکی، تو چونکہ نہ ہی اس کا طواف چھوٹ سکتا ہے اور نہ ہی نماز، لہٰذا اس کے حق میں نماز میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔ (المبسوط، جلد4، صفحہ48، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت)

ایک حدیثِ مبارک کے تحت اسی مسئلہ کو مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1391ھ/1971ء) نے یوں لکھا: "طواف بھی نماز کی طرح بہترین عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مکہ والوں کے لیے نماز طواف سے افضل ہے اور باہر والوں کے لیے طواف نماز سے افضل کہ انہیں اس خاص زمانہ ہی میں طواف میسر ہوتا ہے۔" (مراۃ المناجیح، جلد4، صفحہ135، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا عبدالرب شاکر عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: FatwaQA-080

تاریخ اجراء: 01 ربیع الآخر 1448ھ/14 ستمبر 2026ء